قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

بدھ 8 جنوری 2020ء | 12 جمادی الاوّل 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 7

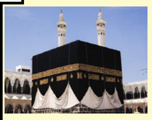

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ وَ اِنَّہَا لَکَبِیۡرَۃٌ اِلَّا عَلَی الۡخٰشِعِیۡنَ (البقرہ:46)

ترجمہ: اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔

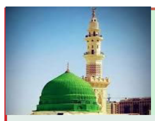

فرمانِ رسول ﷺ

لوگوں میں سے بہتر کون

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ
آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن کریم سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔
(بخاری کتاب فضائل القرآن باب خیرکم من تعلم القرآن)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

خدا کے کلام کی علامات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

جس پر کوئی کلام نازل ہو جب تک تین علامتیں اس میں نہ پائی جائیں اُس کو خدا کا کلام کہنا اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

اوّل۔ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف اور معارض نہ ہو مگر یہ علامت بغیر تیسری علامت کے جو ذیل میں لکھی جائے گی ناقص ہے بلکہ اگر تیسری علامت نہ ہو تو محض اس علامت سے کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

دوم۔ وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیہ نفس بخوبی ہو چکا ہو اور وہ اُن فانیوں کی جماعت میں داخل ہو جو بکلّی جذبات نفسانیہ سے الگ ہو گئے ہیں اور اُن کے نفس پر ایک ایسی موت وارد ہو گئی ہے جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور جا پڑے ہیں کیونکہ جو شخص جس کے قریب ہے اُسی کی آواز سنتا ہے پس جو شیطان کے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سنتا ہے اور جو خدا سے قریب ہے وہ خدا کی آواز سنتا ہے اور انتہائی کوشش انسان کی تزکیۂ نفس ہے اور اُس پر تمام سلوک ختم ہو جاتا ہے اور دوسرے لفظوں میں یہ ایک موت ہے جو تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے۔ پھر جب انسان اپنا سلوک ختم کر چکتا ہے تو تصرفات الٰہیہ کی نوبت آتی ہے تب خدا اپنے اس بندہ کو جو سلب جذبات نفسانیہ سے فنا کے درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ معرفت اور محبت کی زندگی سے دوبارہ زندہ کرتا ہے اور اپنے فوق العادت نشانوں سے عجائبات روحانیہ کی اُس کو سیر کراتا ہے اور محبت ذاتیہ کی وراء الوراء کشش اُس کے دل میں بھر دیتا ہے جس کو دنیا سمجھ نہیں سکتی اِس حالت میں کہا جاتا ہے کہ اُس کو نئی حیات مل گئی جس کے بعد موت نہیں۔

پس یہ نئی حیات کامل معرفت اور کامل محبت سے ملتی ہے اور کامل معرفت خدا کے فوق العادت نشانوں سے حاصل ہوتی ہے اور جب انسان اس حد تک پہنچ جاتا ہے تب اُس کو خدا کا سچا مکالمہ مخاطبہ نصیب ہوتا ہے۔ مگر یہ علامت بھی بغیر تیسرے درجہ کی علامت کے قابل اطمینان نہیں کیونکہ کامل تزکیہ ایک امر پوشیدہ ہے اس لئے ہر ایک فضول گو ایسا دعویٰ کر سکتا ہے۔

تیسری علامت مُلہم صادق کی یہ ہے کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے خدا کے متواتر افعال اُس پر گواہی دیں یعنے اس قدر اس کی تائید میں نشانات ظاہر ہوں کہ عقلِ سلیم اس بات کو ممتنع سمجھے کہ باوجود اس قدر نشانوں کے پھر بھی وہ خدا کا کلام نہیں اور یہ علامت درحقیقت تمام علامتوں سے بڑھ کر ہے .... غرض کسی کلمہ کا جو بدعوئے الہام پیش کیا گیا ہے قرآن شریف سے مطابق ہونا اس بات پر قطعی دلیل نہیں ہے کہ وہ ضرور خدا کا کلام ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ ایک کلام اپنے معنوں کی رو سے خدا کے کلام کے مخالف بھی نہ ہو اور پھر وہ کسی مفتری کا افترا بھی ہو کیونکہ ایک مفتری بڑی آسانی سے یہ کارروائی کر سکتا ہے کہ وہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق ایک کلام پیش کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے اور یا ایسا کلام حدیث النفس ٹھہر سکتا ہے یا شیطانی کلام ہوسکتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 ص535)

لجنہ اماء اللہ پاکستان کی دیرینہ خادمہ اور بزرگ شخصیت مکرمہ شوکت گوہر کو سپرد خاک کر دیا گیا

احباب جماعت کو یہ افسوسناک اطلاع دی جا چکی ہے کہ لجنہ اماء اللہ کی نصف صدی تک خدمت کرنے والی دیرینہ خادمہ، محترم مولانا عبدالمالک خان سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کی صاحبزادی اور محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی کی اہلیہ محترمہ شوکت گوہر مورخہ 5 جنوری 2020ء کو صبح سوا چھ بجے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں بعمر 77سال وفات پاگئی تھیں۔آپ کی نماز جنازہ مورخہ 7 جنوری 2020ء بروز منگل مسجد مبارک میں بعد نماز ظہر محترم سید خالد احمد شاہ ناظرِ اعلیٰ و امیرِ مقامی نے پڑھائی۔مرحومہ خداتعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اس لئے تدفین قطعہ بزرگان بہشتی مقبرہ دارالفضل میں ہوئی۔قبر تیار ہونے پر محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے ہی دعا کروائی۔اس سے قبل آپ کی میت گیسٹ ہاؤس قصر خلافت میں رکھی گئی تھی جہاں ربوہ بھر کی خواتین کی کثیر تعداد نے اپنی رفیقہ کار اور خادمہ دین کا آخری دیدار کیا۔

مرحومہ کی لجنہ اماء اللہ میں خدمات کا ایک حصہ گزشتہ رپورٹ میں بیان کیا جا چکا ہے۔آپ کو شروع سے ہی خدمت سلسلہ کا بہت شوق تھا۔ربوہ رہائش پذیر ہو کرانہوں نے اپنے محلہ دارالصدر شرقی الف کی صدارت کے فرائض سنبھالے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے محترم مولانا عبدالمالک خان کا تقرر جب ربوہ میں فرما دیا تو وہ بھی ربوہ شفٹ ہوگئے۔مکرمہ شوکت گوہر نے محلہ کی لجنہ کی صدارت اپنی والدہ کے سپرد کی اور خود ناصرات الاحمدیہ ربوہ کا کام سنبھال لیا اور محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط بیگم کے ساتھ بطور نائبہ سیکرٹری ناصرات ربوہ خدمت سرانجام دیتی رہیں۔آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صدر لجنہ اماء اللہ ربوہ نے آپ کو اپنی مجلس عاملہ میں جنرل سیکرٹری مقرر فرما دیا۔آپ 15سال تک اس کام پر متعین رہیں۔اس دوران حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم نے آپ کی ہر رنگ میں تربیت فرمائی اور لجنہ کے کام کو مزید بہتر کرنے کے طریقے بتائے اور سمجھائے۔

آپ کو محترمہ طاہرہ صدیقہ ناصر کے ساتھ بھی کچھ عرصہ بطور جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق ملی۔لیکن پھر آپ کو لجنہ مرکزیہ میں خدمت کے مواقع میسر آگئے۔مرکزیہ میں آکر آپ کو محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم اور محترمہ امۃ العلیم عصمت کی رہنمائی میں خدمت کے مواقع ملےاور مرکزی عاملہ میں متعدد شعبہ جات میں بطور سیکرٹری کام کرتی رہیں۔جب محترمہ امۃ العلیم عصمت صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان مقرر ہوئیں تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو خود جنرل سیکرٹری مرکزیہ مقرر فرمایا۔ اس عہدہ پر آپ 6 سال تک متعیّن رہیں۔

لجنہ اماء اللہ کی خدمت کا کام آپ کو علالت کی وجہ سے چھوڑنا پڑا۔اس کے باوجود آپ کی خواہش ہوتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح خدمت دین جاری رہے۔آپ نے 50سال تک مختلف شعبہ جات میں خدمات سلسلہ جاری رکھیں۔اس دوران آپ کا سلوک اپنی رفقاء خواتین کے ساتھ بہت مشفقانہ اور دوستانہ رہا۔اسی وجہ سے آپ دفتر لجنہ میں ہر دلعزیز تھیں۔ہر نیکی کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ہمسایوں سے حسن سلوک ، غریبوں اور ضرورتمندوں کا خیال رکھنا اور مہمان نوازی۔ چندہ تحریک جدید اور وقف جدید کی ادائیگی خلیفہ وقت کے اعلان کے معاً بعد پہلی فرصت میں کرتیں۔امسال بھی وفات سے دو دن پہلے وقف

باقی صفحہ 8 پر

دربار خلافت

الفضل کی اہمیت وبرکات۔ دواجنبی احمدیوں کو ملادیا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

’’اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا اور خواہش کو پورا فرماتے ہوئے ایسے بزرگ مبلغین اپنے فضل سے عطا فرمائے ہیں جن کی قناعت قابل رشک تھی۔ہمارے ایک مبلغ تھے حضرت سید شاہ محمد صاحب۔ انہوں نے اپنا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ میں متواتر اٹھارہ سال انڈونیشیا میں کام کرتا رہا اور اللہ کے فضل سے میں نے کبھی کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کیا۔ اپنا پورا وقار رکھا بہت معمولی الاؤنس (allowance) پر گزارہ ہوتا تھا۔ مشکل سے شاید دو وقت کی روٹی ملتی تھی۔ اپنی ہر حاجت کے لیے اپنے ربّ کا دروازہ کھٹکھٹاتا رہااور وہ میری حاجت روائی کرتا رہا۔ کہتے ہیں جب اٹھارہ سال بعد میری واپسی ہوئی تو میں بڑا خوش تھا۔ بحری جہاز کے ذریعے سے پاکستان روانہ ہوا اور کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک پرانی اچکن تھی اور دو ایک شلوار قمیص کے دھلے ہوئے جوڑے تھے۔ اور کچھ نہیں تھا۔کہتے ہیں میں بحری جہاز پر سفر کر رہا تھا۔ ہوائی جہاز کا تو اس وقت تصور ہی نہ تھا۔ راستے میں مجھے خیال آیا کہ میں اتنے عرصے بعد ملک واپس جارہا ہوں اور میرے پاس نئے کپڑے بھی نہیں ہیں۔ جنہیں پہن کہ میں ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر اتروں گا۔اس وقت مبلغین کراچی آیا کرتے تھے پھر وہاں سے ٹرین پر ربوہ پہنچتے تھے۔ تو کہتے ہیں میں اپنی خیالات میں تھا اور دعاؤں میں لگا ہوا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے دل میں بھی اس قسم کی خواہش نہیں کرنی چاہئے تھی۔

یہ وقف کی روح کے خلاف ہے۔ کہتے ہیں میں نے اس پر بڑی توبہ استغفار کی۔ اور پھر چند دن بعد جہاز سنگاپور میں پورٹ پر رُکا کہتے ہیں میں جہاز کے عرشے پہ کھڑا، ڈیک پہ کھڑا نظارہ کر رہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو ایک گٹھڑی اٹھائے ہوئے جہاز پر چڑھتے دیکھا وہ سیدھا جہاز کے کپتان کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھنے لگا۔ کپتان نے اسے میرے پاس بھیج دیا۔ وہ مجھ سے گلے ملا۔ بغل گیر ہو گیا اور کہا کہ وہ احمدی ہے اور درزی کا کام کرتا ہے اُس نے بتایا کہ جب الفضل میں میں نے پڑھا کہ آپ آرہے ہیں اور رستے میں سنگاپور رکیں گے تو مجھے خواہش پیدا ہوئی کہ میں آپ کے لیے کوئی تحفہ پیش کروں اور آپ کی تصویریں میں نے دیکھی ہوئی تھیں۔ قدکاٹھ کا اندازہ تھا میں نے آپ کے لئے کپڑوں کے دو جوڑے سیے ہیں اور ایک اچکن اور ایک پگڑی تیار کی ہے۔ درزی ہوں اور یہی کچھ پیش کر سکتا ہوں آپ اسے قبول کریں۔ تو حضرت شاہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ سُن کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے کہ کس طرح میرے خدا نے میری خواہش کو پورا کرنے کے لئے ایک احمدی کے دل میں تحریک کی جسے میں نہیں جانتا تھا اور نہ وہ مجھے جانتا تھا۔ وہ مبلغین کو اور مربیان کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر مبلغ صرف آستانہ الٰہی پر جھکا رہے کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کرے تو اللہ تعالیٰ غیب سے اس کے لئے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ واقفین زندگی سے، صرف مبلغین نہیں، ہر واقف زندگی سے یہ سلوک کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میدان عمل میں آج بھی یہ نظارے دِکھتے ہیں‘‘

(خطبہ جمعہ 22 اکتوبر 2010ء)

نیا سال مبارک ہو

ہر گھڑی ہر پل مبارک ہو تمہیں یہ سال نو
چھین لے سب مشکلیں اور سب مصائب سال نو

زندگی کے ہونٹ ہوں اور ہو یہی نغمہ سرا
ہو محبت کا سفر اور ہمسفر ہو سال نو

جس طرف نظریں اٹھاؤ سامنے منزل کو پاؤ
فضل ربی ساتھ ہو جو دم قدم ہو سال نو

عافیت کا ہو جہاں الفت! بھرا ہو آشیاں
جس طرف بھی رخ کرو واں مسکرا سال نو

بھول جاؤ رنجشیں دل کی کدورت اور کسک
راحتیں اور چاہتیں لائے سدا یہ سال نو

یہ دعا شاہیں کی ہے مولا اسے کر لے قبول
ہو مبارک ہر گھڑی ہر پل مبارک سال نو

ریحانہ شاہین۔امریکہ

فلک پہ وہ ماہِ تام آیا

تمہیں مبارک ہو اہلِ مشرق! محبتوں کا سَلام آیا
تمہارے آقا کی شفقتوں اور چاہتوں کا پیام آیا

طویل تر فاصلے، کڑی دُھوپ، راہ پُر پیچ آبلہ پا
رہِ وفا میں نہ اِس سے پہلے تھا ایسا مشکل مقام آیا

جدائیوں میں تو عشق کی آگ کی تپش اور بڑھ گئی ہے
سکون و صبر و قرار دل کو نہ صبح آیا نہ شام آیا

ہموم کی منزلوں سے گزرے ہیں فکر کی رہ گزر بھی طے کی
خیالِ بے مائیگی بھی دل میں قدم قدم گام گام آیا

یہ کرب اور ابتلاء کے لمحے سعادت اِس طور بن گئے ہیں
عجیب لذّت سجود میں تو عجیب لُطفِ قیام آیا

زہے مقدّر اے خوش نصیباں کہ پیار کی چاشنی میں ڈوبا
تمہارے محبوب کی طرف سے یہ خط تمہارے ہے نام آیا

غموں کی جو تلخیاں مٹا دے جو ذہن و دل کو سکون بخشے
وہ مدھ بھرا، وہ سُرور آور کلامِ شیریں کلام آیا

تمہاری خوشیاں جھلک رہی ہیں کسی کی قسمت کے زائچے میں
نویدِ فتح و ظفر لئے یہ سروش کا ہے پیام آیا

تمہارے آقا کی ہے یہ خواہش کہ سونے والوں کو بھی جگا دو
خبر دو ظُلمت کے باسیوں کو کہ روشنی کا نظام آیا

نقاب رُخ سے اٹھا رہا ہے، حسین جلوے دکھا رہا ہے
نوید ہو دید کے پیاسو کہ حُسن بالائے بام آیا

مہیب تاریکیاں چھٹی ہیں زمین پر چاندنی ہے اُتری
جو عکس خورشید کا لئے ہے فلک پہ وہ ماہِ تام آیا

ہماری کوتاہی نظر ہے جو لُطف اُس کا نہ دیکھ پائیں
پیامِ رحمت تو عاصیوں کو ہمیش آیا، مدام آیا

نہ خُم، سبو، ساغر وصراحی، نہ جام و مینا ہی ملک میری
یہ میرے ساقی کی ہے نوازش کہ میرے ہاتھوں میں جام آیا

میری ادا تو کوئی بھی ایسی نہ تھی کہ جو اُن کا دل لُبھاتی
فقط مرا جذبۂ وفا ہے کہ آج جو میرے کام آیا

نہیں ہے علم اِس کا دشمنوں کو کہ جال قُدرت بھی بُن رہی ہے
چلی ہے جس نے بھی چال کوئی وہ آپ ہی زیرِ دام آیا

قسم خدا کی نہیں دلوں میں ہمارے دُنیا کا خوف کوئی
ہمارا حامی وہی ہے جس کی گرفت میں لیکھرام آیا

ہمیں بھی نسبت ہے مردِ فارس سے اِک نگاہِ کرم ہو آقا!
تمہارے در پہ بڑی امیدیں لئے یہ اَدنیٰ غلام آیا

صاحبزادی امۃالقدوس بیگم

مکرم سید میر محمود احمد ناصر

ٹورینو کی چادر کے متعلق تعارف

اٹلی کے شہر ٹورینو میں ایک linen سے بنی ہوئی چادر ہے جو 14 فٹ تین انچ لمبی اور 3 فٹ چار انچ چوڑی ہے۔ اس کی بنتی اس طرز کی ہے جو herringbone کہلاتی ہے۔ herrongشمالی بحر الکاہل کی ایک مچھلی کو کہتے ہیں۔ اس مچھلی کی ہڈیاں ٹیڑھی zigzag ہوتی ہیں۔ اس مناسبت سے اس بنتی کی طرز کو herringbone کہا جاتا ہے اور اس کا تانا 3 اور باناایک(1) یا بانا 3اور تانا1 ہوتا ہے۔ کپڑا بننے والوں کی اصطلاح انگریزی میں تو 3 1 over کے الفاظ سے ادا کی جاتی ہے۔ یہ بنتی کی طرز یورپ میں 16ویں صدی تک استعمال ہوتی تھی، پھر اس بنتی کا رواج بند ہوگیا۔

یہ چادر روئی یا ریشم وغیرہ کی نہیں بلکہ linen کی ہے۔ linen اس کپڑے کو کہتے ہیں جو نباتات کے ریشہ سے بنایا جاتا ہے جس کوانگریزی میں flax، اردو میں السی اور عبرانی میں linen کوفشتان کہتے ہیں۔

linen کے لفظ کے متعلق چلتے چلتے عرض کردوں کہ آج کل یہ لفظ صرف السی کے پودے سے بنے ہوئے کپڑے کو نہیں کہتے بلکہ چونکہ پہلے اس کپڑے سے بستر کی چادریں اور کھانے کی میز کے دسترخوان وغیرہ بنائے جاتے تھے تو اب linen کا لفظ ان کپڑوں کے لئے استعمال ہوتا ہے خواہ وہ cotton کے ہی ہوں۔ ہمیں اپنے تجربات کے لئے خالصاًlinen کی تلاش تھی۔بی بی (امۃ المتین صاحبہ) رحمہااللہ مجھے امریکہ کی ویسٹ کوسٹ پر ایک جگہ لے گئیں جہاں یہودیوں اور ایرانیوں کے کپڑوں کے بڑے زبردست سٹور تھے۔ وہاں مجھے وہlinenکے نام سے کپڑا دیتے تھے۔مجھے شبہ ہوتا تھا کہ یہ خالص flax کیlinen نہیں ہے۔ آج کل fiber دوسرا بھی ملاتے ہیں۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ خالص linen غالباً بیلجیئم اور آئرلینڈ میں بنائی جاتی ہے۔ چنانچہ میں نے عزیزم سیّد حسین احمد سلمہ اللہ کے بڑے بیٹے کو جو آئرلینڈ میں ڈاکٹری کرتے ہیں کہا اور وہ ایک گز linen لائے۔اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ خالص ہے یا نہیں۔ بہرحال میں فیصل آباد وغیرہ کے ان احمدی احباب کو کہتا رہتا ہوں کہ وہ خالص linen مہیا کرنے میں ہماری مدد کریں۔اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

اس ٹورینو کی چادر پر ایک پورے انسان کے بدن کے نقوش ہیں۔ اس کے علاوہ خون کے بہنے اور قطرات کے نشان بھی ہیں۔اس آگ کے بھی نشان ہیں جو اس چادر کے کچھ حصہ کو لگی تھی اور اس آگ کو بجھانے کے لئے جو پانی ڈالا گیا تھا اس کے بھی نشان ہیں اور نیز ایک اور نشان بعض پودوں کے زر گل یعنی pollen کے نشان ہیں۔ اسی طرح بعض اور چیزوں کے بھی نشان پڑتے رہے ہیں۔ میرا خیال ہے۔

عزیزم مظفر چوہدری نے ایک طالبعلم کی زمین پر السی پیدا کرکے لالیاں کے باشندوں سےlinen کاکپڑا بنوایا بھی تھا۔

بہرحال اصل بات جو ہم سب کے لئے اور دنیا کی بڑی تعداد میں لوگوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ صدیوں سے یہ خیال چلا آرہا ہے کہ اس چادر میں جو شخص رکھا گیا تھا یا لپیٹا گیا تھا وہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام تھے اور اس وجہ سے صدیوں سے اس خیال کی بناء پر اس چادر سے محبت اور عقیدت کا زبردست اظہار ہوتا ہے۔

نئے عہدنامہ میں ذکر

اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس چادر کا ذکر نئے عہدنامہ میں ہے۔ اس بارہ میں صرف یہ عرض کردوں گا کہ ایک چادر کا ذکر نئے عہد نامہ میں دو جگہ ملتا ہے۔

ایک ذکر تو یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی مزعومہ وفات کے بعد لکھا ہے:

ان باتوں کے بعد آرمیتیہ کے رہنے والے یوسف نے جو یسوع کا شاگرد تھا (لیکن یہودیوں کے ڈر سے خفیہ طور پر) پیلاطوس نے اجازت چاہی کہ یسوع کی لاش لے جائے۔ پس وہ آکر اس کی لاش لے گیااور نیکدیمس بھی آیا جو پہلے یسوع کے پاس رات کو گیا تھا اور پچاس سیر کے قریب مر اور عود ملا ہوا لایا۔ پس انہوں نے یسوع کی لاش لے کر اسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا جس طرح کہ یہودیوں میں دفن کرنے کا دستور ہے۔

(یوحنا باب19آیت38تا40)

پھر یوحنا ہی میں لکھا ہے۔

ہفتہ کے پہلے دِن مریم مگدلینی ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے ہٹا ہوا دیکھا۔ پس وہ شمعون پطرس اور اس دوسرے شاگرد کے پاس جسے یسوع عزیز رکھتا تھا دوڑی ہوئی گئی اور ان سے کہا کہ خداوند کو قبر سے نکال لے گئے اور ہمیں معلوم نہیں کہ اسے کہاں رکھ دیا۔ پس پطرس اور وہ دوسرا شاگرد نکل کر قبر کی طرف چلے اور دونوں ساتھ ساتھ دوڑے مگر وہ دوسرا شاگرد پطرس سے آگے بڑھ کر قبر پر پہلے پہنچا اوراس نے جھک کر نظر کی اور سوتی کپڑے پڑے ہوئے دیکھے مگر اندر نہ گیا اورشمعون پطرس اُس کے پیچھے پیچھے پہنچا ۔ اس نے قبر کے اندر جاکر دیکھا کہ سوتی کپڑے پڑے ہیں اور وہ رومال جو اُس کے سر سے بندھا ہوا تھا سوتی کپڑوں کے ساتھ نہیں بلکہ لپٹا ہوا ایک جگہ الگ پڑا ہے۔ اس پر دوسرا شاگرد بھی جو پہلے قبر پر آیا تھا اندر گیا اور اس نے دیکھ کر یقین کیا۔ (یوحنا باب 20 آیت 1 تا 8)

اب کیا یہ وہی چادر ہے جو اب ٹورینو میں ہے یا نہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

حضرت مسیحؑ کا وصال

مگر چادر کا مزید ذکر کرنے سے پہلے خاکسار یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ شمالی سپین کے شہر oviedo میں ایک رومال پڑا ہے جس کو بڑی محبت اور عقیدت سے دیکھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے چہرہ کو touch ہونے والا رومال ہے اس رومال پر ٹورینو کی چادر کی طرح image تو کوئی نہیں مگر کہا جاتا ہے کہ اس پر خون کے نشان ہیں اور جس طرح ٹورینو کی چادر پر خون کے نشانوں کے بارہ میں ٹیسٹ کیا گیا ہے وہ AB Positive ہیں۔ اسی طرح اس رومال پر خون کے نشان بھیAB Positive ہیں اور یہ رومال بھی linen کا ہے۔

اگرچہ نئے عہدنامہ میں مذکورہ بالا دو حوالوں کے علاوہ اس چادر کا کوئی ذکر نہیں مگر واقعہ صلیب کی جو تفاصیل نئے عہد نامہ میں ملتی ہیں وہ پوری طرح اس نقش سے ثابت ہوتی ہیں۔

چاروں اناجیل میں جو صلیب کے بار ہ میں بیان ہے اس کی تائید کرتی ہے اور اناجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ کو قلعہ میں رومن سپاہیوں نے کانٹوں کا تاج پہنایا۔ پیلاطوس کی عدالت میں الزام لگایا گیا تھا کہ یسوع رومن بادشاہوں کے بجائے اپنے باپ کو یہود کا بادشاہ کہتے ہیں اس الزام کے مدنظر ان کو کانٹوں کا تاج بنا کر پہنایا گیا ٹورینو کی چادر اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ دوسرے مجرموں جن کوصلیب دی جاتی تھی کانٹوں کا تاج پہنایا جاتا ہو۔

البتہ ایک اختلاف اس چادر میں اس روایتی انداز سے ہے جو صلیب کے بارہ میں عالم عیسائیت میں رائج ہے۔ صدیوں سے صلیب کی جو تصاویر بنائی جاتی ہیں یا مجسمے وغیرہ بنائے جاتے ہیں ان میں کیل ہتھیلیوں میں دکھائے جاتے ہیں جبکہ ٹورینو کی چادر میں کیل ہتھیلیوں میں نہیں بلکہ کلائی میں ہیں اور یہی درست ہے کیونکہ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اگر کیل ہتھیلیوں میں ہوتے تو بدن کا بوجھ ہاتھوں کو چیر دیتا اور بدن گرجاتا۔ چادر جس جگہ کیل ٹھونکنے کے نشان دکھاتی ہے وہاں چاروں طرف ہڈیاں اور درمیان میں کیل کے لئے سوراخ ہے۔ یہ بات ایک قطعی ثبوت ہے کہ چادر پر نقوش کسی جعل ساز کے نہیں ورنہ وہ روایتی انداز کے مطابق کیل کے نشان ہتھیلیوں میں بناتا۔ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ توما نے کہا جب تک میں اُس کے ہاتھوں میں میخوں کے سُوراخ نہ دیکھ لوں نہ مانوں گا۔ مگر لفظ ہاتھ کا ذکر ہے۔

اس چادر کے متعلق دو باتیں جن پر گفتگو کی جاتی ہے میں جگہ کی کمی کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہوں ۔ ایک تو چادر کی تاریخ (اگرچہ یہ مضمون بہت اہم ہے) اس کے متعلق صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ چادر کی تاریخ کو دو حصوں میں بانٹا جاسکتا ہے ۔ ایک شروع سے لے کر 1349ء تک۔ جس دور میں جگہ جگہ اور وقت وقت پر چادر کی جھلکیاں تو ملتی ہیں مگر اس کی معین محفوظ تاریخ موجود نہیں اور دوسرا 1349ء سے آج تک۔ جو معین محفوظ تاریخ موجود ہے۔

1349ء میں یہ چادر فرانس کے شہر Lirey میں Geoffrey de Charny نامی ایک اہم شخصیت کے پاس ملتی ہے اس کے بعد

سے آج تک اس کی تاریخ محفوظ ہے۔ اس کی ملکیت بھی کئی ہاتھوں میں گئی۔ آخری مالک اس کا مشہور خاندان Savoy تھا جو اٹلی کا شاہی خاندان بن گیا اور انہوں نے اپنا دارالسلطنت ٹورینو میں بنایا اور اس چادر کو بھی ٹورینو لے گئے اور اب تک وہاں ہے۔ اس شاہی خاندان نے یہ چادر رومن کیتھولک چرچ کو ہبہ کر دی اور اب چرچ اس کا مالک ہے۔

اب ہم اس چادر کے سب سے عجیب اور اہم پہلو کی طرف آتے ہیں یہ چادر پرانے زمانہ میں وقتاًفوقتاً دیدار عام کے لئے پبلک کے سامنے لائی جاتی تھی۔ 1898ء میں اس کے ایک عام دیدار کے وقت اس کا فوٹو اتارنے کی تجویز کی گئی۔ کیمرہ کی ایجاد 1840ء میں ہوچکی تھی۔ مگر یہ فن ابھی اپنی ابتدائی حالت میں تھا۔ اس کام کے لئے ایک یہودی فوٹو گرافر Secondo Pia کا انتخاب کیا گیا۔ جب اس فوٹو گرافر نے تصویر کھینچی اور وہ رات کو دیکھ رہا تھا اُس شیشہ کی پلیٹ کو جس پر وہ تصویر آئی تھی تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی اور شیشہ کی پلیٹ بمشکل اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچی۔ جب اس نے دیکھا کہ اس پلیٹ پر عام اصول کے مطابق negative آنے کے بجائے positive تصویرآئی ہے۔ اس عجیب و غریب بات نے براعظم یورپ میں ایک ہلچل مچادی مگر انگلستان اور انگریزی بولنے والے دنیا میں اس کا کوئی خاص تذکرہ نہ ہوا کیونکہ انگلستان کی ایک معروف شخصیت (نام مجھے یاد نہیں رہا) نے یہ لکھ کر کہ یہ چادر اور اس پر تصویر سراسر fake ہے اس غیرمعمولی بات کو انگریزی بولنے والوں کی حدود سے باہر رکھا اور احباب جماعت میں بھی اس کا علم خلافت ثالثہ میں پھیلا جبکہ جرمن کانونٹ برنا (یہ قلمی نام ہے) نے اس چادر سے حضرت مسیح ناصری کا صلیبی موت سے بچنا ثابت کیا اور اس کا انگریزی ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پاس آیا اور آپ نے پڑھنے کے لئے دیا۔

1931ء میں Giuseppe Enrie نے اس چادر کی تصاویر کھینچیں اور اس وقت Secondo Pia بھی جو 76 سال کا تھا موجود تھا اور ان تصاویر نے بھی Secondo Pia کے تجربہ کی پختہ طور پر تائید کر دی۔

پھر 1978ء میں امریکن سائنسدانوں کی ایک 33 افراد پر مشتمل ٹیم نے 3 دن تک اس چادر کا تفصیلی تحقیقی جائزہ لیا اس ٹیم میں فوٹو گرافر کے طور پر Barrie M. Schwortz تھے جو چند سال سے ہمارے جلسہ سالانہ پر لندن میں آتے ہیں اور تقریر بھی کی ہے۔ یہ ٹیم جب کام کر رہی تھی تو ان کے لئے چرچ کی طرف سے بڑی کڑی شرائط بھی لگائی گئی تھیں اور بندوق بردار سپاہی ان کی نگرانی ہمہ وقت کرتے تھے اس ٹیم نے 3 دن چادر پر کام کیا اور پھر 3سال تک اس کام پر تحقیق کرتے رہے۔

اب اس چادر پر دو بحثیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں ایک تو یہ کہ چادر میں جو شخص تھا وہ زندہ تھا یا فوت ہوچکا تھا۔ اس پر تو آج کی مجلس میں بحث کی ضرورت نہیں۔ کتاب مسیح ہندوستان میں پڑھنا کافی ہے۔ ان زبردست دلائل میں سے میں صرف ایک دلیل نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں ۔اناجیل کہتی ہیں کہ حضرت مسیح ناصری نے 4 دن سے مرا ہوا مردہ جس کے بدن سے سڑانڈ آرہی تھی آواز دے کر زندہ کر دیا۔ دو چار روٹیوں اور مچھلیوں سے 5ہزار آدمی کا پیٹ بھر دیا، سینکڑوں بیماروں، نابیناؤں کو اچھا کر دیا اور بدروحیں اُن میں سے نکال دیں، بادوباراں کے طوفان کو ڈانٹا اور وہ تھم گیا، سطح آب پر پیدل چلے، پانی کے چھ مٹکوں کونہایت عمدہ شراب سے بھر دیا۔ مگر ان تمام معجزات کے باوجود حضرت مسیح ناصری کہتے ہیں کہ

اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یوناہ نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔

(متی باب 12)

اب بظاہر اتنے زبردست نشانوں کے باوجود جن کا اناجیل ذکرکرتی ہیں جن میں چار دن کافوت شدہ آدمی زندہ کرنا بھی شامل ہے حضرت مسیح ناصری کہتے ہیں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو صرف ایک نشان دیا جائے گا اور وہ یونس نبی کے نشان کی طرح ہو گا اب ہم دیکھتے ہیں کہ یونس نبی کا کیا نشان تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصری 3دن اس یوسف آرمیتیہ کی قبر میں رہا جو ایک کمرہ نما قبر تھی ہماری طرح بند قبر نہیں تھی۔ بتایئے کہ اگر میں کہوں کہ تین رات دن فلاں کمرہ میں رہوں گا تو کیا یہ نشان بن جائے گا۔ مجھے تو اگر دفتر اور نماز کے لئے باہر نہ جانا ہو تو میں اطمینان سے اپنے کمرہ میں 3 دن سے زیادہ رہ سکتا ہوں یہ نشان کیا ہے۔ کیا یہ معجزہ ہے۔ یونس نبی کا نشان تو جیسا کہ یوناہ کی کتاب بتاتی ہے یہ تھا کہ بظاہر نظر تمام اسباب موت ان پر جمع ہو گئے مگر وہ موت سے بچائے گئے۔ کشتی میں بیٹھے، انتہائی خطرناک طوفان آیا پھر بھی بچ گئے ،پھر اٹھا کر طوفانی سمندر میں پھینک دیئے گئے پھر بھی بچ گئے، پھر مچھلی نے ان کو ہڑپ کر لیا پھر بھی بچ گئے، پھر مچھلی نے منہ سے ان کو نکال دیا اور وہ زندہ تھے۔ مسیح نے اپنے معجزہ کو یوناہ جیسا معجزہ قرار دیاہے معلوم ہوا کہ مسیح بھی تمام اسباب موت جمع ہو جانے کے بعد موت سے بچ گئے تھے۔ پھر جیساکہ یونا ہ ایک دور کے علاقہ میں بھیج دیئے گئے اور وہاں کے لوگوں نے پہلے تو ان کا انکار کیا پھر سارے کے سارے ایمان لائے اسی طرح مسیح بھی موت سے بچ کر ایک دور کے علاقہ میں بھیج دیئے گئے اور وہ لوگ ان پر ایمان لائے۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ کشمیر سارے کا سارا مسلمان ہو گیا 99 فی صدی مسلمان ہیں کیونکہ ان کے پاس وہ مسیح آچکا ہوا تھا جس نے ان کو مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ ... کہہ کر تیار کر دیا ہوا تھا۔

خیر یہ تو ایک لمبا مضمون ہے۔

چادر پر نقش کس طرح آیا

دوسری بحث یہ ہے کہ چادر پر نقش کس طرح آیا؟ اور نقش بھی وہ عجیب کہ کیمرہ کی ایجاد سے قریب دو ہزار سال پہلے negative نقش تھے جس کی تصویر کھینچو تو پہلی تصویر negative آنے کی بجائے positive آتی ہے۔ اس بارہ میں سائنسدانوں نے سر توڑ کوشش کی ہے ابھی کوئی قطعی نظریہ پیش نہیں کر سکے۔ اس وقت دو نظریات جو ابھی مفروضے کی حد تک ہیں کچھ قرین قیاس سمجھے جاتے ہیں مگر وہ ابھی اعتراضات سے خالی نہیں ان کے متعلق میں کچھ عرض کروں گا۔ باقی نظریات کا سرسری ذکر کرتا ہوں۔

1984ء میں Igor Benson نے Ball lightning کو نقش پیدا کرنے والی طاقت کا منبع قرار دیا۔ 1985ء میں Rex. Morgan نے اس میں زلزلہ کا دخل بیان کیا۔

1986ء میں Judica Cordiglia نے لنن پر بجلی کی طاقت پر کچھ نقوش پیدا کئے۔ 1997ء میں الیکٹرونز کو نقش کا ماخذ قرار دیا گیا ۔ 2000ء میں G. De Liso نے کچھ نقوش زلزلوں کے دوران میں حاصل کئے ۔

بہرحال دو تجربات جو وہ بھی قطعی نہیں۔ یہ ہیں، ایک تو معروف سائنسدان جان جیکسن کا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

According to Jackson, an intense burst of vacuum ultraviolet radiation produced a discoloration on the uppermost surface of the Shrouds fibrils (without scorching it) which gave rise to a perfect three-dimensional negative image of both the frontal and dorsal parts of the body wrapped in it.

اس کو آپ لوگ جو سائنس پڑھے ہوئے ہیں مجھ سے زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔ یہ تو ایک نظریہ ہے جو مجھے کچھ کچھ سمجھ آتا ہے۔ دوسرا نظریہ مجھے بالکل سمجھ نہیں آیا وہ کرونا ڈسچارج کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے ۔ جہاں تک مجھے علم ہے کرونا ہالہ کو کہتے ہیں اگر مکمل سورج گرہن ہو تو چاند کے گرد ایک ہالہ نظر آتا ہے۔ مگر چادر کے سلسلہ میں کرونا ڈسچارج جو اٹلی کے ایک رومن کیتھلک سائنسدان فانٹی اور ان کے ساتھی کا ہے اس کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے:

A Corona Discharge (CD) is an electrical discharge (Chen J., 2002) brought on by the ionization of a fluid surrounding a conductor which occurs when the potential gradient exceeds a threshold in situations where sparking is not favored.

اب یہ بات یاد رہے کہ یہ دو مفروضے اور نہ کوئی نظریہ کہ نقش چادر پر کس طرح بنا قطعی طور پر سائنسدان ثابت کر سکے۔ جیکسن کے مفروضہ پر سائنسدانوں نے 5 اعتراض اٹھائے تھے۔ 2010ء میں اٹلی کی مشہور پادوا یونیورسٹی نے ایک حد تک جیکسن کے مفروضہ کی تائید کی مگر کہتے ہیں :

However, his experiments did not confirm how the other two enigmas of the image originated. The double image on the frontal part pf the Shroud and the image of the inside and outside of the hands.

اور دوسرا مفروضہ جو فانٹی کا ہے اس کے متعلق سائنسدانوں کی رائے ہے:

This hypothesis needs to be verified by experiments that are not easy to perform.

بہرحال ابھی تک سائنسدان اپنی تحقیق کے ذریعہ نقش کے آنے کی کوئی سائنٹفک توجیہہ نہیں کر سکے اور اس پر چرچ کے حامی، معلوم ہوتا ہے پورا زور لگا رہے ہیں کہ کوئی توجیہہ نہ نکال سکیں اور وہ اس کو یسوع کے مردوں میں سے جی اٹھنے اور اس کی وجہ سے جو Vibrations ہوئی اس کو نقش کا باعث قرار دے سکیں۔ خیر یہ تو ایک سائنس سے مذاق ہے یہی چرچ کے نمائندے تھے جو 1988ء میں اس بات پرخوش نظر آتے تھے کہ کاربن 14 ٹیسٹوں کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ چادر 1290-1360ء کے درمیان کی ہے ۔ کیونکہ اس چادر سے جیسا کہ کارانٹ برتا نے لکھا تھا کہ ثابت ہوتا ہے کہ یسوع صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ 1988ء میں جو کوشش کی گئی اس کو ہمارے جبش صاحب کے عیسائی دوست ہیں Holger kersten نے فراڈ آف دی سنچری قرار دیا۔ سب سے پہلے تو امریکہ کے ایک خاتون نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ چرچ کے نمائندوں نے اپنی طرف سے اس چادر کا ایک ٹکڑا کاٹا اور اس کے 3حصے کئے اور ایک حصہ انگلینڈ کی آکسفورڈ یونیورسٹی کو، دوسرا زیورک کو اور تیسرا آری زونا کو بھیجا اور تینوں نے اپنی طرف

سے بڑی احتیاط کے ساتھ تجربہ کر کے بتایا کہ یہ کپڑا قرون وسطیٰ کا ہے پہلی صدی کا نہیں ہو سکتا ۔

سنا جاتا ہے کہ چرچ نے اس فیصلہ کو قبول بھی کر لیا۔ مگر سائنسدانوں میں اس کی تردید کرنے والوں کا hero Ramon Rodgers ہے جو کینسر سے شدید بیمار تھے۔ انہوں نے فوت ہونے سے 5 دن پہلے اس کاربن 14 ٹیسٹ کے خلاف مضمون لکھا یہ ان کی زندگی کا آخری مضمون تھا۔ تفصیل سے معلوم ہوا کہ جو کپڑا ان تینوں درسگاہوں کی تجربہ گاہوں کو دیا گیا تھا وہ اصل چادر کا کپڑا تھا ہی نہیں بلکہ 1532ء کی آگ کے بجھانے کے بعد کچھ راہبات نے اس چادر پر مرمت کا کام کیا تھا اور انہوں نے پشت پر ایک اور کپڑا سی دیا تھا یہ کپڑا اس کا حصہ تھا۔ نیز اس پر چکنائی وغیرہ لگی ہوئی تھی جو صحیح ٹیسٹ میں روک تھی۔ بہرحال عام طور پر لوگ ان تین یونیورسٹیوں کا نام سن کر خاموش ہوگئے تھے مگر شبہ کا اظہار بھی کرتے تھے کہ بالآخر اپنے جھوٹے مذہب کو بچانے کیلئے یہ دھوکہ دہی بھی پکڑی گئی۔

ایک اہم بات میں اوپر لکھنے سے بھول گیا تھا اور وہ ہے تصویر کا تھری ڈائمنشنل ہونا۔ نقش کے negative ہونے کے علاوہ یہ بھی ایک عجیب بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ٹورینو کی چادر کے عجائبات بھی اس قرآنی بیان کا حصہ ہیں۔ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً۔

بی بی امۃ المتین رحمہا اللہ اور خاکسار چند سال ہوئے امریکہ کے مغربی ساحل کے ایک مقام سانتا باربرا گئے جہاں انہوں نے 3D تصویر کے مطابق Straw کا مجسمہ بنا کر رکھا ہوا تھا ۔ ہم دیکھ ہی رہے تھے کہ فوراً امریکہ کے مشہور ادارہ NASA کے فوٹو گرافر Vincent Smith آگئے اور بڑے شبہ کے انداز سے ہمیں دیکھ رہے تھے مجھے معلوم ہوتا تھا کہ NASA والے ہمارے خلاف نظریات رکھنے والوں کے مدد گار ہیں اور ونسنٹ سمتھ کا نام بھی میرے علم میں آچکا تھا۔ میں نے ان سے بات کی۔ اس کے بعد واشنگٹن ڈی سی میں ایک چرچ میں اس موضوع پر ایک سکالر کی تقریر تھی۔ سوال جواب میں میں نے ان کو کہا کہ آپ جو کہہ رہے ہیں میں نے ونسنٹ سمتھ سے پوچھا تھا اس نے یہ جواب دیا تھا تو انہوں نے بڑے تحمل سے، پورے زور سے، ونسٹنٹ سمتھ کے خلاف اظہار کیا۔

شروع میں ذکر ہوا تھا کہ چادر پر آدمی کے نقش کے علاوہ خون کے نشان بھی ہیں۔ آگ کے نشان ہیں۔ آگ کو پانی سے بجھانے کے نشان ہیں اور زرگل ہے۔ غالباً 58 پودوں کے زرگل ملتے ہیں جن میں 30 فلسطین کے ہیں بلکہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو پہلی دوسری صدی میں فلسطین میں تھے اور بعد میں نہیں رہے اور باقی یورپ اور ترکی کے ہیں کیونکہ یہ چادر کچھ حصہ قسطنطنیہ میں بھی رہی ہے۔

مجھے محض اللہ کے فضل اور حضرت صاحب کی دعاؤں سے یہ سعادت ملی کہ میں نے چند سال ہوئے حضور کی خدمت میں لکھا کہ اب اس چادر کا دیدار عام کرایا جانے والا ہے۔ لاکھوں لاکھ آدمی اس کو دیکھنے کے لئے آرہے ہیں۔ ہماری جماعت کا نمائندہ بھی بھیجا جائے تو مناسب ہے۔ میری خوشی اور تعجب کی انتہا نہیں کہ سیّدی میرے آقا خود وہاں تشریف لے گئے اور چرچ کے کارکنوں نے لاکھوں آدمیوں کی قطار کو روک کر بڑے احترام اور ادب کے ساتھ حضور کو الگ راستہ سے لے جا کر اس چادر کو دیکھنے کا موقع دیا۔ اس واقعے کے بعد مجھے اب اس چادر کے احمدیت کے حق میں کام آنے کے بارہ میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

****

طارق حیات

وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ
ذرائع رسل و رسائل کی ترقی اور احمدیت

مذہبی دنیا کی تاریخ کا مطالعہ ایسی ایسی جھلکیاں دکھاتا ہے کہ جن کے درمیان بعد المشرقین ہوتا ہے۔

مثلاً ایم ٹی اے انٹرنیشل کے متعدد چینل دن رات دعوت الی اللہ کا فریضہ بجالارہے ہیں۔ دنیا بھر کی زبانوں میں پروگراموں کی سکیم، تیاری،جدید ترین آلات کی مدد سے تدوین اور سیٹلائیٹ سے نشر کے اس وسیع اور پیچیدہ نظام کا ایک ایک مرحلہ جماعت احمدیہ کے روحانی امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی براہ راست نگرانی توجہ اور رہنمائی کا مرہون منت ہے۔

ایک راوی بتاتا ہے کہ 2013ء میں جاپان کے ملک میں بلٹ ٹرین کا سفر ہو رہا ہے اور امام جماعت احمدیہ عالمگیر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ذاتی آئی پیڈ نکالا۔ اس پر انٹرنیٹ ڈیوائس سے وائی فائی کا پاس ورڈ ڈالا اور گولی کی رفتار سے چلنے والی ٹرین میں ایم ٹی اے دیکھنے لگے۔

پھر یہی راوی بتاتا ہے کہ دورہ آئرلینڈ 2014ء کے سفر کے دوران ابھی فیری چلنے میں وقت تھا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اپنے خدام کو وقت دیا۔ بے تکلف مجلس میں

پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور درد مندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اسی سے اُن کا دین پھیلے گا اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے ایسا ہی اب وہ رُوحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسّط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرت مند ہے اور دُعا میں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سُن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتدا سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دور دور تک اس کی

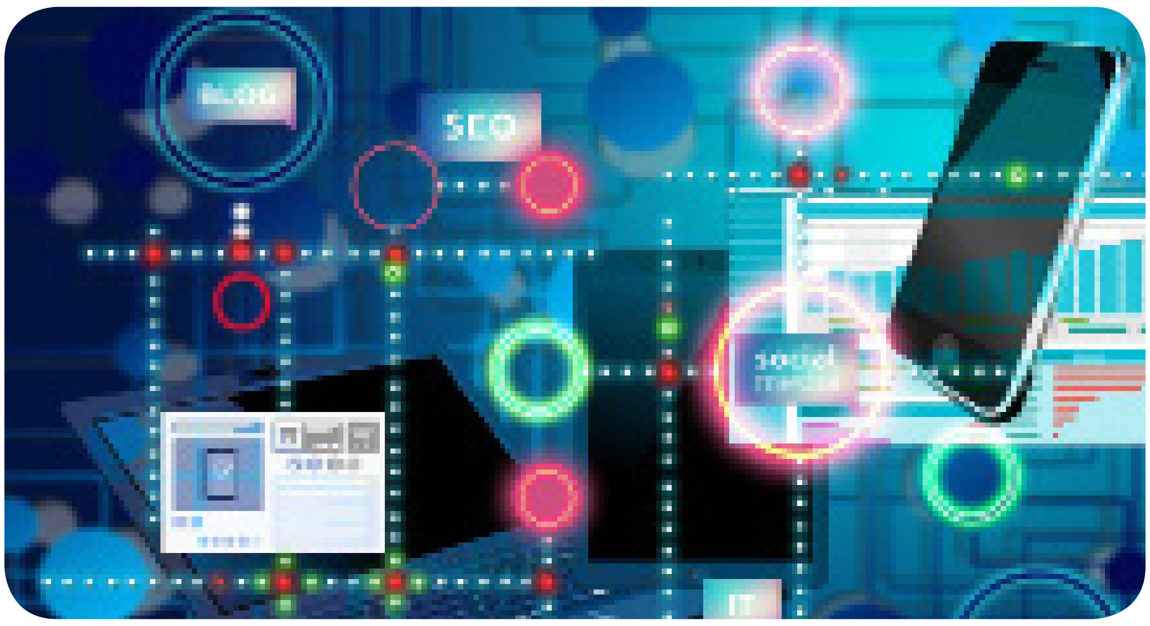

آئی فون کے نئے اور پُرانے ماڈل کا تطابق کیا گیا۔ نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خدام کو اپنے ذاتی موبائل میں محفوظ ایک وڈیو بھی دکھائی جس میں ایک بیٹی اپنے والد کو نیا آئی پیڈ تحفہ دیتی ہے لیکن کیا دیکھتی ہے کہ بزرگ والد اس آئی پیڈ پر سبزی کاٹ رہا ہے۔

یہ روایات جہاں چشم تصور کے لئے دل کش مناظر سموئے ہوئے ہیں اور روح محبت کو سیراب کر رہی ہیں وہاں اس حقیقت سے بھی آشنا کرتے ہیں کہ یہ اس سچے مسیح آخر زمان کا دور ہے جس نے لکھا ہے کہ

"دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے صحیح بخاری کی اُس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو

روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھر جائے گی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے اورریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک کے احسن انتظاموں اور سیر و سیاحت کے سہل طریقوں کو کامل طور پر جاری فرما دیا ہے۔ سو یہ سب کچھ پیدا کیا گیا تا وہ بات پوری ہو کہ مسیح موعود کی دعوت بجلی کی طرح ہر ایک کنارہ کو روشن کرے گی اور مسیح کا منارہ جس کا حدیثوں میں ذکر ہے دراصل اس کی بھی یہی حقیقت ہے کہ مسیح کی ندا اور روشنی ایسی جلد دنیا میں پھیلے گی جیسے اونچے منارہ پر سے آواز اور روشنی دور تک جاتی ہے۔ اس لئے ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک اور تمام اسباب سہولت تبلیغ اور سہولت سفر مسیح کے زمانہ کی ایک خاص علامت ہے جس کو اکثر نبیوں نے ذکر کیا ہے اور قرآن بھی کہتا ہے واذاالعشارعطلت یعنی عام دعوت کا زمانہ جو مسیح موعود

کا زمانہ ہے وہ ہے جب کہ اونٹ بے کار ہو جائیں گے یعنی کوئی ایسی نئی سواری پیدا ہو جائے گی جو اونٹوں کی حاجت نہیں پڑے گی اور حدیث میں بھی ہے کہ یترك القلاص فلا یسعٰی علیھا یعنی اس زمانہ میں اونٹ بے کار ہو جائیں گے اور یہ علامت کسی اور نبی کے زمانہ کو نہیں دی گئی۔ سو شکر کرو کہ آسمان پر نور پھیلانے کے لئے طیاریاں ہیں۔ زمین میں زمینی برکات کا ایک جوش ہے یعنی سفر اور حضر میں اور ہر ایک بات میں وہ آرام تم دیکھ رہے ہو جو تمہارے باپ دادوں نے نہیں دیکھے گویا دنیا نئی ہوگئی ہے بہار کے میوے ایک ہی وقت میں مل سکتے ہیں۔ چھ مہینے کا سفر چند روز میں ہو سکتا ہے۔ ہزاروں کوسوں کی خبریں ایک ساعت میں آسکتی ہیں ہر ایک کام کی سہولت کے لئے مشینیں اور کلیں موجود ہیں۔ اگر چاہو تو ریل میں یوں سفر کر سکتے ہو جیسے گھر کے ایک بستان سرائے میں۔ پس کیا زمین پر ایک انقلاب نہیں آیا؟ پس جبکہ زمین میں ایک اعجوبہ نما انقلاب پیدا ہو گیا اس لئے خدائے قادر چاہتا ہے کہ آسمان میں بھی ایک اعجوبہ نما انقلاب پیدا ہو جائے اور یہ دونوں مسیح کے زمانہ کی نشانیاں انہی نشانیوں کی طرف اشارہ ہے جو میری کتاب ... کے ایک الہام میں جو آج سے بیس برس پہلے لکھا گیا پائی جاتی ہیں اور وہ یہ ہے ... یعنی زمین اور آسمان دونوں ایک گٹھڑی کی طرح بند ھے تھے جن کے جوہر مخفی تھے ہم نے مسیح کے زمانہ میں وہ دونوں گٹھڑیاں کھول دیں اور دونوں کے جوہر ظاہر کر دیئے‘‘۔

نیز ایک اور جگہ آپ نے مزید وضاحت سے فرمایا :

’’ غرض اس میں کسی کو متقدمین اور متاخرین میں سے کلام نہیں کہ ... اقبال کے زمانہ کے دو حصے کئے گئے۔

(2)ایک تکمیل ہدایت کا زمانہ جس کی طرف یہ آیت اشارہ فرماتی ہے یَتْلُوْصُحُفًامُّطَهَّرَةً (2)دوسرے تکمیل اشاعت کا زمانہ جس کی طرف آیت لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ اشارہ فرما رہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا کہ یہ فرض تھا کہ بوجہ ختم نبوت تکمیل ہدایت کریں۔ ایسا ہی بوجہ عموم شریعت یہ بھی فرض تھا کہ تمام دنیا میں تکمیل اشاعت بھی کریں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ تکمیل ہدایت ہو گئی جیسا کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور نیز آیت یتلواصحفاًمطھرۃ... اس پر گواہ ہے لیکن اس وقت تکمیل اشاعت ہدایت غیر ممکن تھی اور غیر زبانوں تک دین کو پہنچانے کے لئے اور پھر اس کے دلائل سمجھانے کے لئے اور پھر ان لوگوں کی ملاقات کے لئے کوئی احسن انتظام نہ تھا اور تمام دیار بلاد کے تعلقات ایسے ایک دوسرے سے الگ تھے کہ گویا ہر ایک قوم یہی سمجھتی تھی کہ اُن کے ملک کے بغیر اور کوئی ملک نہیں جیسا کہ ہندو بھی خیال کرتے تھے کہ کوہ ہمالہ کے پار اور کوئی آبادی نہیں اور نیز سفر کے ذریعے بھی سہل اور آسان نہیں تھے اور جہاز کا چلنا بھی صرف بادشرط پر موقوف تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے......

جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآن خلقت آدم کی طرح چھٹے دن کی گئی یعنی بروز جمعہ ایسا ہی تکمیل اشاعت کا زمانہ بھی وہی ہو جو چھٹے دن سے مشابہ ہو لہٰذا اُس نے اس بعث دوم کے لئے ہزار ششم کو پسند فرمایا اور وسائل اشاعت بھی اِسی ہزار ششم میں وسیع کئے گئے اور ہر ایک اشاعت کی راہ کھولی گئی۔ ہر ایک ملک کی طرف سفر آسان کئے گئے جابجا مطبع جاری ہو گئے۔ ڈاک خانہ جات کا احسن انتظام ہو گیا اکثر لوگ ایک دوسرے کی زبان سے بھی واقف ہو گئے اور یہ امور ہزار پنجم میں ہرگز نہ تھے بلکہ اس ساٹھ سال سے پہلے جو اس عاجز کی گذشتہ عمر کے دن ہیں ان تمام اشاعت کے وسیلوں سے ملک خالی پڑا ہوا تھا اور جو کچھ ان میں سے موجود تھا وہ ناتمام اور کم قدر اور شاذو نادر کے حکم میں تھا۔

اسی طرح جب متحدہ ہندوستان میں ابھی نوایجاد آلہ ،فونو گراف اتنی ہی تعداد میں تھے کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنے جاسکتے تھے، تب یہ آلہ قادیان دارالامان میں لایا گیا ا ورحضرت اقدس مسیح موعود کی مبارک آواز ریکارڈ کی گئی،تب لوگوں نے اعتراض بھی کیاتو فرمایاکہ

’’اعمال نیت پر موقوف ہیں، تبلیغ کی خاطر اس طرح نظم فونوگراف سے سنانا جائز ہے، کیونکہ اشعار سے بسا اوقات لوگوں کے دلوں کو نرمی اور رقت حاصل ہوتی ہے‘‘۔

(بدر، 24مئی 1908صفحہ 8)

حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات کے سانحہ سے چند دن قبل ایک آسٹریلوی پروفیسر صاحب اپنی اہلیہ سمیت ملنے آئے اور ایک سے زائد نشستوں میں اپنے درجنوں علمی سوالات کے کافی و شافی جواب لے کر اٹھے۔ ان صاحب کو حضرت اقدس مسیح موعود نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ

’’یہی تو ہمارا کام ہے، اور یہی تو ہم ثابت کر رہے ہیں کہ مذہب اور سائنس میں بالکل اختلاف نہیں ہے بلکہ مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے اور سائنس خواہ کتنی ہی عروج پکڑ جاوے مگر قرآن کی تعلیم اور اصول کو ہر گز نہیں جھٹلا سکے گی‘‘

برصغیر پاک و ہند میں بجلی کی سہولت آئی، تو جماعت احمدیہ نے اس سے استفادہ کیا، جب ٹیلی فون کی سہولت آئی تو جماعتی دفاتر میں ٹیلی فون لگ گئے۔ 1938ء میں جب لاؤڈ سپیکر عام ہوا تو باقاعدہ تحریک کرکے بیت اقصیٰ قادیان دارالامان میں لاؤڈ سپیکر نصب کیا گیا اور خلیفۃ المسیح نے اس پر خطبہ دیااور اسے حضرت اقدس مسیح موعود کی صداقت کا نشان قرار دیا۔ جب ریڈیو کا دور دورہ ہوا تو جماعت احمدیہ ریڈیو سٹیشن کے قیام کے لئے کوششیں کرنے لگی، خدا کی قدرتیں بھی نہاں در نہاں ہیں کہ ایک ریڈیو سٹیشن کے قیام کے لئے کوششیں اور دعائیں کرنے والی جماعت کو دنیا کے کونے کونے میں بذریعہ سیٹلائٹ پہنچنے والے متعدد زبانوں کے کئی ٹیلی چینل دے دیئے، جس پر معاند احمدیت ڈاکٹر ذاکر نائیک بھی ششدر رہ گیا اور اپنے سامعین کو غیرت دلانے کے لئے بار بار ایم ٹی اے کا ذکر کیا کرتا تھا۔ یہ ایم ٹی اے اب ٹی وی کے ساتھ ساتھ دیگر ممکن ذرائع سے بھی دنیا بھر کے احمدیوں تک پہنچ رہا ہے، جیسے آئی پیڈ، آئی فون، بلیک بیری، ٹیبلٹ، اینڈرائیڈ، وغیرہ وغیرہ

اب اگر دوسری دنیا میں جھانکنا چاہیں تو واقعات ہی واقعات ہیں کہ کس طرح روایت کی لفظی پیروی کرنے والے علماء نے واضح حدیث ’’کَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ‘‘کو نہ سمجھتے ہوئے، جدید ایجادات، سائنس اور سہولیات کی مخالفت کی اور عامۃ المسلمین نے بغیر سوچے سمجھے ان کی اتباع کی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہی مضحکہ خیز فتاویٰ دینے والے، ان کو بدعت اور کفر گردانے والے، ان اشیاء کو یہود و نصاریٰ کی سازش قرار دینے والے ان ایجادات او رترقیات کے اسیر ہوتے چلے گئے۔

مثلاً گھڑی کی ایجاد کے بعد اس کا استعمال عام ہونے پر فتویٰ دیا گیا:

’’یقیناوہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے گھڑیوں کے اوقات کے حساب سے اذانیں دیں اور نمازیں ادا کیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک کیاکہ اذان او رنماز کے لئے سایہ کا حساب نہیں رکھا اور اس طرح سنت سے براہ راست تعلق توڑ لیا‘‘

اس سے زیادہ مضحکہ خیزاور قابل ترس صورت حال مولانا عنائیت اللہ خان مشرقی کی روایت میں نظر آتی ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ افغانستان کے امیر امان اللہ خان نے مساجد کے لئے گھڑیاں تجویز کیں، مگر مولوی بگڑ گئے اور ہرات کے مولوی نے فتویٰ دیا کہ گھڑیوں کی بدعت شروع کرنے والا امیر افغانستان، گھڑیاں تقسیم کرنے والا فوجی جرنیل سب کافر ہیں۔امیر کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے حکم دیا کہ اس مولوی کو توپ کے دہانے پر باندھ کر گولے سے اڑا دیا جائے۔ گو بعد میں بعض لوگوں کی مداخلت سے امیر کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور یہ حکم ٹل گیا۔

لاؤڈ سپیکر کی شرعی حیثیت کے بارہ میں فتاویٰ دیئے گئے، مثلاً اس کو لہو و لعب سے مشابہہ قرار دیا گیا، لوگوں کو کہا گیا کہ اس سے امام الصلوۃ کی اصل آواز مقتدیوں تک نہیں پہنچتی، اور نقل کی پیروی کرنا درست نہیں ہے، پھر کہا گیا کہ یہ آلہ غلو اور تکلف ہے اور اسلام میں غلو جائز نہیں۔ یہ آلہ تشبہ بالنصاریٰ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

حتّیٰ کہ آغاز میں لاؤڈ سپیکر کی آواز کو گدھے کی آواز سے مساوی قرار دیا گیا، خدا جانے آج کل وطن عزیز کی گلی گلی میں صبح شام لاؤڈ سپیکر سے عوام کا ظاہری اور باطنی آرام و سکون غارت کرنے والوں نے اس فتویٰ کو پڑھ کر کیا کہا ہو گا۔

بریلوی مسلک کے بانی احمد رضا بریلوی صاحب کی سائنس کی حلت و حرمت کے بارہ میں تحریرات عجیب و غریب ہیں۔

پرنٹنگ پریس کی ایجادوں سے بھی مذکورہ بالا ایجادات جیسا ہی سلوک کیا گیا۔ جدید چھاپہ خانے کے بارہ میں کہا گیا کہ ہماری تو مقدس مذہبی کتب ہیں، مشین پر کیسے شائع ہوسکتی ہیں، ان کو باوضو کاتب اور عملہ تیار کیا کرتا ہے۔ اس بے وضو شیطانی مشین پر اللہ اور رسول کی باتیں چھاپنا حرام ہے۔

علماء اور عوام نے ٹیلی گراف کی ایجاد کے بعد اس کے کام کو ناممکن تصور کیا، احمدرضا خان صاحب بریلوی کا فتویٰ ہے کہ ٹیلی گراف کے ذریعہ ملنے والی گواہی کی بنیاد پر رویت ہلال کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود کے تصویر بنانے پر طعن کیاگیااور تصویراور کیمرہ کو گناہ کبیرہ اور تخلیق خداوندی کے مقابلہ سے مترادف قراردیاگیا۔ لیکن آپ نے اغراض دینیہ کی تکمیل اور صحت نیت سے تصویر کشی او رکیمرہ سے استفادہ فرمایا ، مگر جن لوگوں نے کیمرہ کو گناہ کبیرہ قراردیا، آج ان کی اولادیں اور شاگرد اور پیروکار دوسری انتہاؤں کو چھو رہے ہیں۔ مغز کو چھوڑ کر قشر سے پیارکرنے والوں کی مثال درج ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ کا نام پاکستان سمیت دنیا بھر میں معتبر ہے۔ ایک صحافی بتاتا ہے کہ پاکستان کے ایک وزیراعظم ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی غرض سے فرانس میں ان کی مختصر سی قیام گاہ میں پہنچے، دیگر امور کے ساتھ ساتھ میں نے ڈاکٹر صاحب کی تصویر کشی کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے فوراً اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے اور فوٹو نہ بنانے دی۔

جبکہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تربیت یافتہ جماعت احمدیہ صحت نیت کی بناء پر اغیار کی ایجادات، جدید سہولیات اور نعمتوں سے استفادہ کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے میں مصروف ہے۔

****

محمود مجیب اصغر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ بعض روحانی فضائل اور پوشیدہ قرآنی اسرار

قرآن کریم کتاب مبین بھی ہے اور کتاب مکنون بھی ہے۔اس زمانہ میں کتاب مکنون کے بعض روحانی فضائل اور پوشیدہ اسرار اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کھولے جیسا کہ فرمایٖالاَّ یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (الواقعہ:80) صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے۔

(اربعین نمبر 4 صفحہ 137)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا الرحمن علم القرآن یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اس کے حقیقی معنوں سے تجھے اطلاع دی فرمایا"قرآن شریف کے تین تجلیات ہیں۔وہ سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے نازل ہوا اورصحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے اس نے زمین پر اشاعت پائی اور مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے بہت سے پوشیدہ اسرار اس کے کھلے ولکل امر وقت معلوم..."

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ر خ جلد21 ص 66)

بطور نمونہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام سے صرف چند اسرار و نکات معرفت قرآنی پیش خدمت ہیں۔

سورۃ فاتحہ کا اعجاز لطیف

"سورہ فاتحہ... مجمل طور پر تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل.... آئینہ قرآن نما ہے اس کی تصریح یہ ہے کہ

☆ قرآن شریف کے مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام محامدہ کاملہ باری تعالیٰ کو بیان کرتا ہے اور اس کی ذات کے لئے جو کمال تام حاصل ہے اس کو بوضاحت بیان فرماتا ہے سو یہ مقصدالحمد اللہ میں بطور اجمال آگیا کیونکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ تمام محامد کاملہ اللہ کے لئے ثابت ہیں جو مستجمع جمیع کمالات اور مستحق جمیع عبادات ہے۔

☆ دوسرا مقصدقرآن شریف کا یہ ہے کہ وہ خدا کا صانع کامل ہونا اور خالق العالمین ہونا ظاہر کرتا ہے اور عالم کے ابتداء کا حال بیان فرماتا ہے اور جو دائرہ عالم میں داخل ہو چکا اس کو مخلوق ٹھہراتا ہے اور ان امور کے جو لوگ مخالف ہیں ان کا کذب ثابت کرتا ہے سو یہ مقصد رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ میں بطور اجمال آگیا۔

☆ تیسرا مقصد قرآن شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا اور اس کی رحمت عامہ کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد لفظ الرَّحۡمٰنِ میں بطور اجمال آگیا۔

☆ چوتھا مقصد قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرنا ہے جو محنت اور کوشش پر مترتب ہوتا ہے سو یہ مقصد لفظ الرَّحِیۡمِ میں آگیا۔

☆ پانچواں مقصد قرآن شریف کا عالم معاد کی حقیقت بیان کرنا ہے سو یہ مقصدمٰلِکِ یَوۡمِ میں آگیا۔

☆ چھٹا مقصد قرآن شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیہ نفس عن غیر اللہ اور علاج امراض روحانی اور اصلاح اخلاق ردیہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصدِاِیَّاکَ نَعۡبُدُ میں بطور اجمال آگیا۔

☆ ساتواں مقصد قرآن شریف کا ہر یک کام میں فاعل حقیقی خدا کو ٹھہرانا اور تمام توفیق اور لطف اور نصرت اور ثبات علی الطاعت اور عصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسباب خیر اور صلاحیت دنیا و دین اسی کی طرف اسے قرار دینا اور ان تمام امور میں اسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا سو یہ مقصدِاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں بطور اجمال آگیا۔

☆ آٹھواں مقصدقرآن شریف کا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کے دقائق کو بیان کرنا ہے اور پھر اس کے طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دعا اور تضرع سے اس کو طلب کریں سو یہ مقصداِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ میں بطور اجمال آگیا۔

☆نواں مقصد قرآن شریف کا ان لوگوں کا طریق و خلق بیان کرنا ہے جن پر خدا کا انعام و فضل ہوا تا طالبین حق کے دل جمیعت پکڑیں سو یہ مقصدصِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ میں آگیا۔

☆ دسواں مقصد قرآن شریف کا ان لوگوں کا خلق و طریق بیان کرنا ہے جن پر خدا کا غضب ہوا یا جو راستہ بھول کر انواع واقسام کی بدعتوں میں پڑ گئے تا حق کے طالب ان کی راہوں سے ڈریں سو یہ مقصد غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ میں بطور اجمال آگیا ہے۔

یہ مقاصد عشرہ ہیں جو قرآن شریف میں مندرج ہیں جو تمام صداقتوں کا اصل الاصول ہیں سو یہ تمام مقاصد سورہ فاتحہ میں بطور اجمال آگئے"

(براہین احمدیہ ر خ جلد اول صفحہ 488 تا 492 حاشیہ نمبر 11)

سورہ القصص میں جسمانی اور روحانی تکمیل کے مراتب ستہ

"خدا تعالیٰ نے اس سورہ کے ابتداء میں جو سورۃ المومنون ہے جس میں یہ آیت فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ ہے اس بات کو بیان فرمایا ہے کہ کیونکر انسان مراتب ستہ کو طے کرکے جو اس کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں اپنے کمال روحانی اور جسمانی کو پہنچتا ہے سو خدا نے دونوں قسم کی ترقیات کو چھ چھ مرتبہ پر تقسیم کیا ہے اور مرتبہ ششم کو کمال ترقی کا مرتبہ قرار دیا ہے اور یہ مطابقت روحانی اور جسمانی وجود کی ترقیات کی ایسے خارق عادت طور پر دکھلائی ہے کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے کبھی کسی انسان کے ذہن نے اس نکتہ معرفت کی طرف سبقت نہیں کی اور اگر کوئی دعویٰ کرے کہ سبقت کی ہے تو یہ بار ثبوت اس کی گردن پر ہوگا کہ یہ پاک فلاسفی کسی انسان کی کتاب میں سے دکھلاوے اور یہ یاد رہے کہ وہ ایسا ہر گز ثابت نہیں کر سکے گا پس بدیہی طور پر یہ معجزہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وہ عمیق مناسبت جو روحانی اور جسمانی وجود کے ان ترقیات میں ہے جو کامل کے مرتبہ تک پیش آتے ہیں ان مبارک آیات مبارکہ میں ظاہر کر دی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ظاہری اور باطنی صنعت ایک ہی ہاتھ سے ظہور پذیر ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے"

(تفسیر سورۃ المؤمنون بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پاک محمد مصطفیٰ

سورۃ الشعراء آیات 218 تا 220"خدا پر توکل کر جو غالب اور رحم والا کرنے والا ہے وہی خدا جو تجھے دیکھتاہے جب تو دعا اور دعوت کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہی خدا جو تجھے اس وقت دیکھتا تھا کہ جب تو تخم کے طور پر راست بازوں کی پشتوں میں چلا آتا تھا یہاں تک کہ اپنی بزرگ والدہ آمنہ معصومہ کے پیٹ میں پڑا "

(تریاق القلوب)

"حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنٰی سے ادنٰی خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالات تامہ کا مظہر"

(توضیح مرام)

اسریٰ اور معراج

یہ مضمون قرآن کریم کی سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ النجم کے شروع میں بیان ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

"یہ خدا کے قریب ہوا یعنی اوپر کی طرف گیا اور پھر نیچے کی طرف تبلیغ حق کے لئے جھکا اس لئے یہ دو قوسوں کے وسط میں آگیا اوپر خدا اور نیچے مخلوق"

(اربعین نمبر 3 صفحہ 37)

"یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو روح الامین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہ ہر یک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام ذوالافق الاعلی بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلی ہے اور اس کو رای ما رای کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کی کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانی کا ختم ہو گیا اور دائرہ استعداد بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے"

(توضیح مرام)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج میں زمانہ گزشتہ کی طرف صعود ہے اور زمانہ آئندہ کی طرف نزول ہے اور ماحصل اس معراج کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خَیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ ہیں۔معراج جو مسجد الحرام سے شروع ہوا اس میں یہ اشارہ ہے کہ صفی اللہ آدم کے تمام کمالات اور ابراہیم خلیل اللہ کے تمام کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے اور پھر اس جگہ سے قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکانی سیر کے طور پر بیت المقدس کی طرف گیا اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام اسرائیلی نبیوں کے کمالات بھی موجود ہیں اور پھر اس جگہ سے قدم آنجناب علیہ السلام زمانی سیر کے طور پر اس مسجد اقصیٰ تک گیا جو مسیح موعودؑ کی مسجد ہے یعنی کشفی نظر اس آخری زمانہ تک جو مسیح موعودؑ کا زمانہ کہلاتا ہے پہنچ گئی"

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ اشتہار چندہ منارۃالمسیح)

ابن مریم کی پیشگوئی

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ایک مثال فرعون کی عورت سے ہے جو کہ اس قسم کے خاوند سے خدا کی پناہ چاہتی ہے یہ ان مومنوں کی مثال ہے جو نفسانی جذبات کے آگے گر گر جاتے ہیں اور غلطیاں کر بیٹھتے ہیں پھر پچھتاتے ہیں توبہ کرتے ہیں خدا سے پناہ مانگتے ہیں ان کا نفس فرعون کے خاوند کی طرح ان کو تنگ کرتا رہتا ہے وہ لوگ نفس لوامہ رکھتے ہیں بدی سے بچنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں

دوسرے مومن وہ ہیں جو اس سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں وہ صرف بدیوں سے ہی نہیں بچتے بلکہ نیکیوں کو حاصل کرتے ہیں۔ ان کی مثال اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سے دی ہے۔ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَہَا فَنَفَخۡنَا فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِنَاہرایک مومن جو تقوی اور طہارت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے اور خدا اس میں اپنی روح پھونک دیتا ہے جو کہ ابن مریم بن جاتی ہے..... اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن جو اپنے تئیں اس کمال کو پہنچائے خدا کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے اور وہ ابن مریم بن جاتا ہے اور اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابن مریم پیدا ہوگا۔

(تفسیر مسیح موعودؑ جلد 6 صفحہ 86)

اب اس کی کیفیت اور لطافت براہین احمدیہ سے معلوم ہوگی کہ پہلے میرا نام مریم رکھا پھر اس میں روح صدق نفخ کر کے مجھے عیسیٰ بنایا ۔

(تفسیر مسیح موعودؑ جلد 8 صفحہ 183)

انسان ایک عالم صغیر ہے

سورہ الشمس کی تفسیر میں فرمایا"انسان ایک عالم صغیر ہے جس کے نفس میں تمام عالم کا نقشہ اجمالی طور پر مرکوز ہے پھر جب یہ ثابت ہے کہ عالم کبیر کے بڑے بڑے اجرام یہ خواص اپنے اندر رکھتے ہیں اور اسی طرح پر مخلوقات کو فیض پہنچا رہے ہیں تو انسان جو سب سے بڑا کہلاتا ہے اور بڑے درجہ پر پیدا کیا گیا ہے وہ کیونکر ان خواص سے خالی اور بے نصیب ہو گا "

(تفسیر مسیح موعود جلد 8 صفحہ 390)

" یہ تو ظاہر ہے کہ عالم صغیر اور عالم کبیر میں نہایت تشابہ ہے اور قرآن سے انسان کا عالم صغیر ہونا ثابت ہے اور آیت لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ تقویم عالم کی متفرق خوبیوں اور حسنوں کا ایک حصہ انسان کو دے کر بوجہ جامعیت جمیع شمائل وشیون عالم اس کو احسن ٹھہرایا گیا ہے ۔"

(تفسیر مسیح موعود جلد 8 صفحہ 390)

****

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز،نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

سدرۃالمنتہٰی۔ڈنمارک

2019ء میں دنیائے سائنس نے کن اہم شخصیات کو الوداع کیا

2019ء کا سال جہاں دنیائے سائنس نے بے شمار نئی اور حیرت انگیز ایجادات کو دیکھا۔وہیں ایسی شخصیات کو کھویا جنہوں نے انسان کے علم اور دنیا کی تاریخ کا دھارا اپنی ایجادات اور سائنسی شاہکار کے ذریعہ بدل دیا۔ گو ایسی تمام شخصیات کا ذکر کرنا ممکن نہیں ، لیکن ان میں سے چند ناموں کا ذکرکرتے ہیں اور انسانیت اور سائنس کے لئے کی گئی ان کی خدمات کا ذکر کرتے ہیں۔

کیری بی ۔مولس (Kary B. Mullis)

دنیائے سائنس کے علاوہ بھی دنیا میں شاید ہی کوئی طالبِ علم ہوگا جو اس نام سے مانوس نہیں ہوگا۔ کیری نے 1990ء کی دہائی میں وہ سائنسی ایجاد کی جس نے دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ ڈی این اے(DNA)جو کسی بھی جاندار کے جسم کا انفارمیشن ہاؤس سمجھا جاتا ہے اور کسی بھی مخلوق چاہے وہ انسان ہو، جانور، نباتات یا کوئی مائکرواورگنزیزم میں پائی جانے والی بیماریوں، ان کے ماضی سے متعلق علم، الغرض ڈی این اے کے ذریعے ہر قسم کی تحقیق جانداروں کے بارے میں کی جاسکتی ہیں۔ اس لئے ڈی این اے کی کاپی بنا کر اس پر تحقیق کرنا آج کل ہر سائنسی تحقیق کا بنیادی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ کیری نے پی سی آر یعنی polymerase chain reaction کی تکنیک متعارف کروائی جس سے محض چند گھنٹوں میں ڈی این اے کو ریپلیکیٹ (Replicate) کیا جاسکتا ہے۔ اسی ایجاد کی وجہ سے ہی کیری کو 1993ء نوبیل انعام سے نوازا گیا۔ آج کل انسانوں میں پائی جانے والی بیماریوں کو اسی تکنیک کہ ذریعے سٹڈی کیا جاتا اور اس کا علاج کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جرائم میں ملوث افراد کے متعلق تحقیق بھی کی جارہی ہے اور انسانی تاریخ اور گزشتہ انسانی نسلوں کے رہن سہن اور ان کے متعلق دیگر معلومات بھی اس کے ذریعے حاصل کی جارہی ہے۔ الغرض ماڈرن میڈیکل، فاریزک، بایوکیمیکل سائنس ہمیشہ کیری کی اس ایجاد پر ان کی شکر گزار رہے گی ۔ کیری کی وفات 7 ۔اگست 2019ء میں 74 سال کی عمر میں کیلیفورنیا، امریکہ میں ہوئی۔ کیری کی ایک اور بہت اچھی بات جو میں قابلِ بیان سمجھتی ہوں وہ یہ ہے کہ وہ آج کل کی سائنس اور سائنسدانوں کے متعلق ناخوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے تھے"گو میں خود بھی ایک سائنسدان ہوں لیکن آج کے زمانہ میں ہم سائنسدان انسانیت کی مدد کرنے کے نام پر الٹادنیا کو نقصان پہنچا رہے ہیں" اور میرے خیال میں ہم میں سے بیشتر لوگ کیری کی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں۔

پال گرین گارڈ (Paul Greengard)

پال کو 2000ءمیں ان کی ایک ایسی سائنسی کھوج پر فزیالوجی میں نوبیل انعام دیا گیا جس نے نیورو بیالوجی کی فیلڈ میں ایک انقلاب برپا کردیا۔ انسانی دماغ میں نیورونز (Neurons) کے درمیان ہونے والے روابط جو ہمارے دماغ اور جسم کے درمیان کارڈینیشن (Coordination) کو برقرار رکھتے ہیں، پال نے نیورونز کے درمیان ہونے والے ان رابطوں کے راستے یا پاتھوے (Pathway) کا پہلی بار تعین کیا۔ یہ دریافت پارکنسنز (Parkinson's disease)، الزائمر (Alzheimer's) وغیرہ جیسی ناقابل علاج دماغی بیماریوں کے علاج کے نئے طریق ڈھونڈنے میں نہایت مدد گار ثابت ہوئی ہے۔پال کی ایک اور سائنسی خدمت یہ ہے کہ نوبیل انعام سے حاصل ہونے والی رقم سے 2004ء میں انہوں نے اپنی والدہ کے نام پر ایک سالانہ فنڈ جاری کیا جس کے ذریعہ میڈیکل سائنس کے میدان میں اعلیٰ اعزاز حاصل کرنے والی خواتین سائنسدانوں کو انعام دیا جاتا ہے۔ پال کی وفات 13۔اپریل 2019ءکو 93 برس کی عمر میں ہوئی۔

والٹر ایچ۔ منک (Walter H. Munk)

والٹر کے تعارف کے لئےیہی کہنا کافی ہوگا کہ ان کو "سمندر کا آئن سٹائن"(Einstien of oceans) کے نام سے جانا جاتاہے۔ والٹر کی آبی علوم کی خدمات طویل75 سالوں پر محیط ہیں۔ والٹر نے دوسری عالمی جنگ کے دوران فوج میں خدمات کہ دوران مدّ وجزر (tidal waves) اور امواجِ بحر (oceanic currents) کے بارے میں ایسے انکشافات کئے جس کی وجہ سے امریکی افواج کو مخالف طاقتوں کے خلاف فائدہ ہوا۔ والٹر نے طبیعات الارض (geophysics) اور سمندر میں لہروں اور ہواؤں کے ان لہروں پر اثرات کو بھی ایک نئے زاویے سے پڑھا۔ آج کل محکمہ موسمیات طوفان اور سمندر میں ہونے والی مختلف سرگرمیوں کو والٹرکے پیش کردہ علم کی بنیاد پر ہی جانچتے ہیں۔ اس کے علاوہ والٹر نے بڑھتی ہوئی سطح سمندر اور درجہ حرارت کے درمیان تعلق کو بھی تفصیلاً پڑھا اسی علم نے بہت سے لوگوں کو ماحولیاتی تبدیلی یعنی climate changes کی جانب متوجہ کیا جو کہ آج کل تمام دنیا کو سب سے اہم ماحولیاتی مسئلہ درپیش ہے۔ والٹر کی کثیرالتعداد خدمات کا بیان مشکل ہے لیکن یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان کی تحقیقات کا ثانی اس شعبہ میں کوئی نہیں۔ ان کی وفات 8 فروری 2019ءکو 101 سال کی عمر میں امریکی ریاست کیلیفورنیا میں ہوئی۔

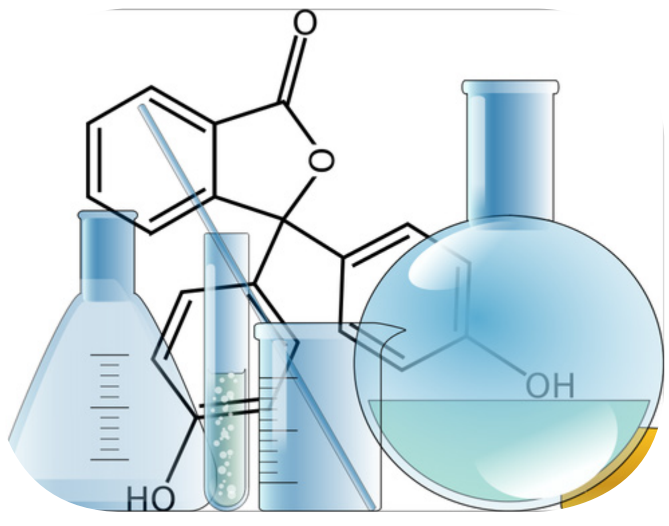

مینفریڈ آئیگن (Manfred Eigen)

مینفریڈ کا نام سائنسی حلقوں میں ان کی اس کاوش کی وجہ سے یاد رکھا جائےگا جو انہوں نے مختلف شعبہ ہائے سائنس کو یکجا کرنے پر صرف کی اور اس میں کامیاب بھی ہوئے۔ لیکن جس دریافت کی وجہ سے ان کو 1967ءمیں نوبیل انعام سے نوازا گیا وہ یہ تھی کہ کیمسٹری، بائیالوجی کی تمام شاخوں میں بے شمار ایسے کیمیائی رد عمل یا chemical reactions ہیں جس کو سائنسدان بے حد تیز کہہ کر خیال کرتے تھے کے وہ ناقابل پیمائش ہیں ۔ اس خیال کی بنیاد پر بہت سے کیمیائی مادوں پر تحقیق کرنا اور ان کو ٹھیک سے سمجھنا گمان سے آگے تھا مگر آیئگن نے اس خیال کو محض خام خیالی کا نام دیا اور 1950ءکی دہائی میں اس کو ثابت بھی کردیا۔ انہوں نے ریلیکسیشن (relaxation methods) کے ذریعے ان ریکشنز کو ملی(milisecond) اور مائکرو سیکنڈز (microsecond) میں مکمل طور سے سٹڈی کر کے ثابت کردیا کہ کسی بھی کیمیائی رد عمل ناپا جاسکتا ہے۔ اس دریافت نے ہر شعبہ میں ایک انقلاب برپا کردیااور آئیگن کہ اس خیال کی بھی تصدیق کردی کہ جب تک کیمسٹری،بائیالوجی اور فزکس کے علوم کو یکجا استعمال نہیں کیا جاتا اس وقت تک ممکن نہیں کہ کوئی بھی تحقیق ٹھیک انداز سے کی جاسکے۔آئیگن کا ایک اور بڑا معرکہ ارتقائی بایوٹیکنالوجی (Evolutionary Biotechnology) کی فیلڈ کا اجراء بھی ہے، انہوں نے ڈارون کی ارتقائی تھیوری کو اپناتے ہوئے کیمیائی مادوں پر تحقیق کی اور بائیالوجی اور فزکس کا آپس میں ملاپ کروایا۔ آئیگن اس بات کے بھی حامی تھے کہ سائنسدانوں کو علم آپس میں بانٹنا چاہئے تاکہ بہتر طور سے سائنسی رازوں کو حل کیا جاسکے۔ ان کی وفات 6 فروری 2019ءکو 91 سال کی عمر میں جرمنی میں ہوئی۔

الغرض ایک لمبی فہرست ہے ان ناموں کی جنہوں نے انسانیت کے فلاح و ترقی کے لئے کام کیا اور وہ 2019ء میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ گو ان سب کا ذکر کرنا ممکن نہیں لیکن ہمیں ایسے وجودوں کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی انسانیت کی اس خدمت کے صلے میں ان سے بہترین سلوک کرے۔ اور ہمیں بھی ایسا وجود بنائے جو خدمتِ انسانی میں مشغول رہیں۔ آمین

****

بقیہ از صفحہ 1۔ تدفین مکرمہ شوکت گوہر

جدید کے اعلان کے ساتھ ہی اپنا چندہ اسی وقت ادا کر دیا۔

محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی نے بتایا کہ مرحومہ نے 50 سالہ دور رفاقت میں بہترین بیوی، بہترین ماں، بہترین بہن اور بہترین بیٹی کے طور پر اپنے حقوق ادا کئےاور میرے کاموں میں ہمیشہ ہاتھ بٹایا۔میڈیکل کے امور میں پورا سہارا دیا اور مدد کی۔

الغرض آپ مثالی زندگی گزارنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔انہوں نے مزید بتایا آخری بیماری بہت لمبی تھی اس کے باوجود گھر کے کاموں میں دلچسپی لیتیں اور ان کو مکمل کرتی تھیں۔بیماری میں کبھی شکوہ زبان پر نہ آیا، بیماری کو صبر کے ساتھ برداشت کیا۔

محترمہ شوکت گوہر کو خلافت احمدیہ سے گہرا اور دلی تعلق تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب بھی کراچی تشریف لاتے تو آپ کو خدمت کی توفیق ملتی۔ ربوہ آنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے اطاعت اور محبت کا تعلق تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اکثر دعائیہ خطوط لکھتی رہتی تھیں۔خلافت کی اطاعت کا جذبہ آپ کے والد محترم مولانا عبدالمالک خان نے آپ کےاندر بچپن سے ہی راسخ کردیا تھا۔

آپ نے پسماندگان میں خاوند مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی، 3 بیٹے اور2بیٹیاں چھوڑی ہیں۔بچوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- مکرم ڈاکٹر محمد احمد محمودقریشی۔کنیکٹی کٹ Connecticut امریکہ۔ ہیومینیٹی فرسٹ امریکہ کے سرگرم کارکن
- مکرمہ امۃ الرفیق راحت اہلیہ مکرم ناصر عتیق احمد کینیڈا
- مکرم عبدالحئ مبشر ڈارسٹ برطانیہ
- مکرمہ ڈاکٹر امۃ اللطیف عصمت نیوجرسی امریکہ صدر لجنہ حلقہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر مرزا انس احمد ابن مرزا ادریس احمد
- مکرم ڈاکٹر عطاء المالک قریشی ماہر امراض دل اوہائیو امریکہ

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات کو بلند کرے۔

نیز ان کی اولاد کو مرحومہ کے نقش قدم پر نیکی اور تقویٰ پر چلتے ہوئے خادم دین بنائے۔آمین

ادارہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن مرحومہ کے خاوند ، ان کی اولاد اور دیگر افراد خاندان سے دلی دکھ اورافسوس کا اظہار کرتا ہے۔

(رپورٹ:ابو سدید)